مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی ابن صاحب تذکرہ

یادِ رفتگان

حضرت مولانا ابوسعید عبدالعزیز سعیدی مرحوم

آف منکیرہ

گزشتہ سے پیوستہ

منکیرہ میں رہائش :

حج سے واپس آکر کچھ عرصہ چک ۱۵۷ نزد صادق آباد قیام رکھا، وہاں سے تحصیل بھکر ضلع میانوالی کے مشہور شہر منکیرہ (حال تحصیل منکیرہ ضلع بھکر) میں رہائش اختیار کرلی اور اپنی زندگی کے بقیہ دن یہیں پورے کئے۔

مختلف تحریکوں میں آپ کا کردار :

آپ ابتداہی سے متحرک قسم کے آدمی تھے۔ دہلی میں زمانۂ تعلّم کے دوران آپ نے ایک انجمن بنام "انجمن طلبائے اہل حدیث صوبہ پنجاب مدارسِ عربیہ دہلی" قائم کی تھی۔

بہت کم احبابِ جماعت کو معلوم ہوگا کہ ۱۹۵۳ء میں ختمِ نبوت کی تحریک کے موقعہ پر جب ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا اور لاتعداد علماء و راہنمایانِ قوم کو جیلوں میں حق گوئی کی پاداش میں ٹھونس دیا گیا تو دیگر دین پسند جماعتوں کی طرح جمعیت اہل حدیث نے بھی سرگرمی سے اس میدان میں حصہ لیا۔ چنانچہ اہلِ حدیث علماء کی ایک کثیر تعداد بھی گورنمنٹ کی مہمان بنی، جن میں قابلِ ذکر ہستی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی رحمہ اللہ آف گوجرانوالہ کی تھی، جو ان دنوں جمعیت اہلِ حدیث کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ تھے اور مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ جمعیت کے امیر۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ کے جیل جانے کی وجہ سے مرکزی دفتر خالی ہوگیا تو امیرِ جمعیت اور دیگر اعیانِ جماعت نے بالاتفاق ملک بھر کی نظامت کا منصب مولانا سعیدی مرحوم کے

سپرد کر دیا۔ یکم ستمبر سے آپ نے چارج سنبھالا۔ لیکن یہ سلسلہ دسمبر تک چلا۔ اس کے بعد آپ از خود مستعفی ہو کر وطن چلے آئے۔

مئی ۱۹۵۵ء میں آپ نے اپنا تعارف اخبار "الاعتصام" لاہور میں شائع کرایا اور منکیرہ میں رہائش کی اطلاع دی۔ ضلع میانوالی کے احباب جماعت کو بڑی خوشی ہوئی اور ضلع کی نظامت کا منصب آپ کے سپرد ہوا مگر بُعدِ مسافت کی وجہ سے آپ یہ ذمہ داری نہ نبھا سکے اور استعفیٰ دے دیا۔

۱۹۷۳ء میں تحریکِ ختمِ نبوت چلی تو علاقہ کی مجلسِ عمل کی قیادت آپ کے سپرد کی گئی۔ آپ نے یہ ذمہ داری باحسن طریق انجام دی، مختلف جلسوں میں اہلِ سنّت کی قیادت کی اور مرزائی عقائد کا علمی و تحقیقی جائزہ لے کر ان کا کذب واضح کیا۔

علاقہ میں مسلک اہلحدیث کے حامل آپ اگرچہ اکیلے تھے، تاہم علمی شخصیت ہوتے کی بناء پر لوگ آپ کی قدر کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۷ء کی "تحریکِ نظامِ مصطفیٰ" میں بھی آپ نے قوم کی قیادت کی اور قومی اتحاد کے صدر منتخب ہوئے۔

اس کے علاوہ بھی ہر ہر موقعہ پر عوام کی خدمت کے لیے حاضر رہتے اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

بھکر شہر میں تبلیغ کا آغاز:

سنہ ۱۹۶۳ء کا زمانہ تھا، بھکر شہر میں چند اہلِ حدیث گھرانے آباد تھے اور چند ایک سرکاری ملازم بھی۔ انہوں نے "جمعیتہ اہلِ حدیث" کے نام سے تنظیم قائم کر کے کام شروع کیا۔ انہوں نے آپ سے تعاون اور راہنمائی طلب کی اور آپ سے گذارش کی کہ جمعہ آکر پڑھایا کریں۔ چنانچہ ۲۴ر مارچ سنہ ۱۹۶۳ء کا پہلا جمعہ آپ نے ایک حجت ساز کی دکان میں پڑھایا جس میں صرف سات آدمی شریک ہوئے۔ تین جمعے وہیں ادا کیے گئے اس کے بعد ایک صاحب دل نے ایک چھپر کا انتظام کر دیا لیکن ساتھ ہی ساتھ مستقل مسجد کی ضرورت کی بناء پر جگہ کی تلاش جاری رہی۔

انہی دنوں بھکر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر قرار دیا گیا، تو آپ نے محسوس کیا کہ مستقبل قریب میں بھکر کی آبادی اور سیاسی اہمیت میں کافی اضافے کا امکان

ہے۔ آپؒ نے ۲۴ر جون کو ایک طویل تحریر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفیؒ کے نام لکھی، جو اس وقت جمعیتہ کے ناظمِ اعلیٰ تھے۔ اس تحریر میں علاقہ کے حالات، محلِ وقوع اور قحط الرجال کا ذکر کیا، نیز علم وعمل اور توحید وسنت کی آواز کے فقدان کا احساس دلاتے ہوئے مرکز کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس علاقہ میں کام کرنے کے مواقع موجود ہیں لیکن چونکہ یہاں جماعت نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا دو کنال زمین پر پانچ ہزار روپے کے اخراجات کے لیے مالی تعاون کی راہ نکالی جائے۔ اس پر مولانا سلفیؒ نے اس معاملہ میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ایک صاحب خیر کو تیار کر لیا اور اس نے یہ رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ زمین کی خریدکا فیصلہ کر لیا گیا۔ مولانا سلفیؒ خود پانچ ہزار روپے کا چیک لے کر بھکر تشریف لائے۔ ۸ر جولائی ۱۹۶۳ء کو زمین خرید لی گئی اور ۱۹۶۴ء میں تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ مسجد کے تعاون کے لیے آپ خود کئی بار کراچی تشریف لے گئے۔ آپ خود نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے باقاعدہ ہر جمعہ کو دکان بند کر کے تیس میل کا سفر کر کے بھکر جاتے اور خطبہ دیتے رہے۔ یہ سلسلہ تقریباً ۱۹۷۰ء تک جاری رہا۔

منکیرہ میں مسجد اہل حدیث کی بنیاد:

منکیرہ میں آپ کا ذاتی ایک وسیع وعریض رہائشی پلاٹ تھا۔ مسجد کی ضرورت کے پیشِ نظر آپ نے اس میں سے نصف کو مسجد کے لیے وقف فرمایا۔ چونکہ یہاں بھی جماعت نہ تھی، آپ کے ساتھ صرف ایک آدمی مل سکا اور اسباب ووسائل کی کمی مسجد کی تعمیر میں آڑے آئی۔ تقریباً دو سال سے زائد عرصہ تک گھر پر نمازِ جمعہ کا انتظام کرتے رہے، بعد میں تَوَكُّلاً عَلَى اللهِ مسجد کا کام شروع کر دیا جو کہ ابھی تعمیر کے مراحل میں ہے۔

بھکر میں مسجد کی تعمیر کے بعد وہاں "مدرسہ تدریس القرآن" کی بنیاد رکھی گئی، جہاں مقامی وبیرونی طلباء زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح بھکر کے نواح چک ۶۱ کے۔ ایم جھوٹا رکھ خانسر میں ایک مدرسہ آپ کی نگرانی میں قائم ہوا۔ جہاں آج کل ایک گمنام مبلغ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح قاسم آباد ضلع مظفر گڑھ میں بھی آپ نے ایک مسجد اور مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

ضلع میانوالی اور مظفر گڑھ میں ہونے والے جماعتی اجتماعات میں آپ ضرور شرکت فرماتے۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ سے خاص تعلق :

جماعت کے تمام اکابر علماء کے ساتھ آپ کا رابطہ تھا۔ خصوصاً مولانا سلفیؒ سے آپ کو خصوصی تعلق تھا۔ مولانا سلفیؒ بھی مولانا سعیدی کا بڑا احترام فرماتے۔

دیگر مکاتبِ فکر کے علماء کی نظر میں آپ کا مقام :

آپ کو جو علمی مقام حاصل تھا، اس کی وجہ سے صرف اہل حدیث ہی نہیں دیگر علماء بھی آپ کو قدر و منزلت سے دیکھتے، آپ کی عزت کرتے اور بوقتِ ضرورت تحقیقی مسائل میں آپ کی طرف مراجعت کرتے اور مستفید ہوتے۔

نکاح اور اولاد :

یکے بعد دیگرے آپ نے چار نکاح کیے۔ چوتھی بیوی سے اللہ نے آپ کو اولادِ نرینہ سے نوازا۔ اس نکاح سے آپ کے چار لڑکے ہیں۔ عمر فاروق سعیدی، عبدالرؤف سعیدی، سعید مجتبیٰ سعیدی، صبغۃ اللہ سعیدی۔

آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔ آپ ان کو اس قحط الرجال کے دور میں کتاب و سنت کے حامل، عامل اور مبلغ دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپؒ اولاد کو دینی تعلیم کے لیے فارغ کر کے خود ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوششوں کو ثمر بار کیا اور دو لڑکے علمِ دین کے لئے وقف ہوئے۔

مولانا عمر فاروق سعیدی اور سعید مجتبیٰ سعیدی (راقم الحروف) دونوں نے پاکستان کے مختلف دینی مدارس میں مروجہ نصابِ تعلیم مکمل کر کے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا۔ مولانا عمر فاروق صاحب نے ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں جامعہ کے کلیۃ الحدیث الشریف سے سندِ فراغت حاصل کی اور اب جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم الحروف (سعید مجتبیٰ سعیدی) نے ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں کلیۃ الحدیث الشریف سے تعلیمی کورس مکمل کیا۔

عبدالرؤف سعیدی اپنی سروس کے سلسلہ میں جدہ میں مقیم ہیں، جبکہ صبغۃ اللہ عاصم سعیدی والد صاحب مرحوم کا مطب سنبھالے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی زرعی رقبہ کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔

اخلاق و عادات :

آپ بڑے خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔ ہر ایک سے اس انداز سے پیش آتے کہ وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ہمسایوں اور تعلق داروں کی خدمت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خود مشقت کر لیتے، نقصان اٹھا لیتے مگر کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیتے۔ آپ صحیح طور پر اس حدیث کا مصداق تھے :

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔"

یعنی "صحیح مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھوں اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اولاد کی تربیت :

آپ نے جس انداز پر اولاد کی تربیت کی وہ انتہائی انوکھا اور نرالا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں خطابت، تدریس اور سیاست وغیرہ معاملات میں بہت آگے بڑھ سکتا تھا مگر اولاد کو آگے لانے کے لیے خود کو گمنامی میں رکھا ہے۔

فرماتے تھے کہ میری تربیت میرے والد صاحب نے کی۔ جو عالم نہ ہونے کے باوجود مبلغ، مجاہد، نہایت مخلص اور محنتی تھے۔ اکثر و بیشتر ان کی مخلصانہ دعاؤں کے سبب، مجھے یہ زندگی نصیب ہوئی ورنہ میں اس لائق کہاں تھا؟ والد مرحوم کی حسن تربیت کا ثمر ہے کہ میرے اندر بھی دینی جذبات زندہ اور موجود ہیں اور میں نے اپنی اولاد کو بھی دینی راستہ پر لگا رکھا ہے۔ ہم جب مدارس میں ہوتے تو ہمارے اساتذہ اور مدرسہ کی انتظامیہ کو خط لکھ لکھ کر ہمارے متعلق خفیہ رپورٹیں حاصل کرتے رہتے تاکہ ہمارے علمی، عملی اور تعلیمی مشاغل سے واقفیت حاصل کر کے مناسب راہنمائی کر سکیں۔ اولاد کی ضروریات کا خاص خیال رکھتے اور غربت کے باوجود انہیں کسی چیز کی کمی کا احساس نہ ہونے دیتے، بلکہ ہر چیز وقت سے پہلے

مہیا فرماتے اور انہیں کبھی بھی کوئی چیز طلب کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

سفرِ آخرت :

آپ کو ضعفِ جگر کی شکایت تھی، جس کی وجہ سے پورا جسم متورم ہو چکا تھا۔ باقاعدہ علاج معالجہ کے باوجود کوئی افاقہ نہ ہوا۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں اپنے برادران قبیلہ کے پاس صادق آباد ضلع رحیم یار خاں تشریف لے گئے۔ انتہائی ضعف و علالت کے باوجود وفات سے چند روز قبل چک کا قبرستان دیکھنے گئے۔ بالآخر علاقہ تھل کی اس صاحبِ علم و فضل شخصیت نے ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۸۱ء بروز جمعہ جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ "

ان کی وفات پورے علاقہ تھل کے لیے علمی طور پر ناقابلِ برداشت حادثہ ہے۔ قحط الرجال کے اس دور میں مرحوم ایک نابغۂ روزگار ہستی تھے، جن کے انتقال سے پورے علاقہ اور جماعت اہلِ حدیث میں ایک عظیم علمی خلا پیدا ہو گیا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اَللّٰھُمَّ اْجُرْنَا فِیْ مُصِیْبَتِنَا وَاخْلُفْ لَنَا خَیْرًا مِّنْہُ ۔ آمین!

خلافت و جمہوریت

از قلم

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے!

ضخامت : ۲۸۸ صفحات

مجلد سنہری ڈائیدار ——— قیمت ۳۸ روپے

ناشر: ادارہ محدث ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴